باب: 34

امام شافعیؒ

(Imam Shafi'i ra, 768-820 AD)

امام شافعیؒ کا نام محمد اور کنیت عبد اللہ ہے۔ آپ کا لقب ناصر الحدیث ہے۔ آپ سنہ 150 ھ میں غزہ (شام) کے مقام پر پیدا ہوئے۔ والد آپ کی پیدائش سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے چنانچہ آپ کی والدہ نے اپنے بھائی کے پاس عسقلان (یمن) جاکر سکونت اختیار کر لی تھی۔

آپ کے والد کا نام ادریس بن عباس ہے۔ آپ کے جدّ اعلیٰ کا نام شافعی تھا لہٰذا ان کی نسبت سے آپ بھی شافعی کہلانے لگے۔ آپ، قریشی قبیلے اور ہاشمی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ساتویں پشت میں جاکر آپ کا سلسلۂ نسب آنحضرتؐ سے مل جاتا ہے۔ آپ کی والدہ، قبیلہ ازد سے تھیں، جو یمن کا ایک ممتاز قبیلہ سمجھا جاتا تھا۔ وہ بھی نسباً قریشی وہاشمی تھیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے مطابق، آپ درمیانہ قد کے اور متوسط جسم کے مالک تھے۔ آپ کے ہاتھ بہت لمبے تھے جو گھٹنوں تک پہنچتے تھے۔ پیشانی کشادہ اور ناک لمبی تھی۔ لبوں پر اکثر مسکراہٹ رہتی۔ آپ ڈاڑھی درمیانہ رکھتے تھے۔ آخر عمر میں ان میں خضاب بھی لگایا کرتے تھے۔

آپ نے سات سال کی عمر میں قرآنِ کریم حفظ کیا۔ اور دس سال کی عمر میں امام مالکؒ کی مؤطا کو بھی حفظ کر لیا۔ پھر آپ کی والدہ نے آپ کو مزید تعلیم کی خاطر آپ کے چچا کے پاس مکہ مکرمہ بھیج دیا۔ یہاں آپ کی ملاقات مسلم بن خالد زنجی سے ہوئی جو فقہ کے استاد اور مکہ کے مفتی تھے۔ اُن سے آپ نے فقہ و حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ ان ہی دنوں آپ کو امام مالکؒ سے ملنے کی خواہش پیدا ہوئی تو آپ اپنے استاد کی نہ صرف اجازت سے بلکہ ان کا ایک تعارفی خط لے کر مدینہ روانہ ہوئے۔ امام مالکؒ سے جب پہلی ملاقات ہوئی تو انہوں نے آپ سے کہا"۔۔۔ خدا سے ڈرتے رہنا، عنقریب تمھاری شان بڑی نمایاں ہو گی۔۔۔"۔ پھر آپ نے امام مالکؒ سے حدیث و فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ مدینہ منورہ کے قیام کے دوران، حضرت ابراہیم بن سعد انصاری، محمد بن اسماعیل فدیک اور عبد اللہ بن نافع الصائغ سے بھی کثرت سے احادیث کی روایتیں لیں۔ فتاویٰ کو بھی پڑھا۔ جرح و تعدیل کے اصول و قواعد کو بھی پورے طور سے سمجھا۔ یوں ان تمام اکابر کی صحبت میں مسلسل بیٹھ کر ان سے بہت کچھ فیض حاصل کیا۔

Siddiqui Publications

مدینہ میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد امام شافعیؒ مکہ مکرمہ واپس آئے۔ اور کچھ ہی عرصہ بعد آپ یمن پہنچ گئے۔ یہاں پر آپ نے متفرق علوم و فنون کی طرف توجہ کی۔ ان میں تاریخ، فنِ نحو، فنِ لغت، علمِ اَنساب (genealogies)، علمِ فراست (face reading) اور تیر اندازی وغیرہ شامل ہیں۔ ان تمام علوم میں آپ نے نہایت تیزی کے ساتھ کمال حاصل کرلیا۔ تیر اندازی کو آپ نے سپاہیانہ فن جان کر سیکھا اور اس میں مہارت حاصل کی۔ علم فراست کی سائنس میں تجربہ کی کثرت اور عمل کی مہارت کی اشد ضرورت ہوتی ہے لیکن امام صاحب نے اس میں بھی کمال حاصل کرنے میں زیادہ وقت نہیں لگایا۔ فنِ لغت پر تو آپ نے 20 سال کی عمر تک کام کیا۔ امام صاحب نے ہذیل کے دس ہزار اشعار ان کی انوکھی اور نادر لغت کے ساتھ حفظ کیے۔ ادب کے ماہرین نے امام صاحب کی خوبیوں کو بے حد سراہا۔ مبرو اس بارے میں کہتے ہیں کہ امام شافعیؒ کی تحریر سے بہتر میں نے کسی کی تحریر نہیں دیکھی۔ لغت کے ماہر امام ابو منصور اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ امام شافعیؒ کو اس علم میں کمال حاصل ہے۔ علامہ زمخشری کہتے ہیں کہ امام شافعیؒ شریعت کے امام اور مجتہدین کے سر تاج ہیں۔ وہ کلامِ عرب کے ماہر اور وسیع معلومات کے حامل ہیں۔

امام صاحب نہایت فصاحت اور بلاغت سے تقاریر کیا کرتے تھے۔ محاوراتِ عرب آپ کی گفتگو میں کثرت سے ہوتے، جن کا سمجھنا عام لوگوں کے لیے آسان نہ ہوتا۔ لیکن آپ نے اپنی تصنیفات میں ہمیشہ سلیس اور آسان زبان کو اختیار کیا۔ آپ کی مختلف موضوعات پر ایک سو سے بھی زیادہ تصنیفات بتائی جاتی ہیں۔ آپ کی تصنیفات میں "کتاب الام" سب سے زیادہ مشہور ہے۔ یہ کتاب تقریباً 140 عنوانات پر مشتمل مختلف مضامین کا مجموعہ ہے۔ اس مجموعہ کی ضخامت کوئی 4,000 صفحات کے قریب ہے اور یہ سات جلدوں پر مشتمل ہے۔

کتاب الام کے علاوہ امام شافعی کی دوسری اہم تصنیفات میں رسالہ اصول، احکام القرآن اور اختلاف الحدیث سر فہرست ہیں۔ رسالہ اُصول میں آپ نے اصول فقہ و حدیث متعین فرمائے ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ احادیث میں جن غلط بیانیوں کا سلسلہ چل پڑا تھا اور اس کے نتیجے میں جس طرح فقہ متاثر ہونے لگا تھا اس کی اصلاح کے لیے امام صاحب نے ممالک اسلامیہ کا دورہ کر کے پہلے ان سب کو پوری طرح سے سمجھا اور پھر مکمل غور و خوض کرنے کے بعد ایسے نفیس اصول وضع کیے جو آج تک بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مثلاً قیاس کے متعلق آپ نے اپنا ایک نظریہ دیا۔ اس میں آپ نے فرمایا کہ قرآن و سنت میں جو قوانین ہیں، وہ محدود ہیں۔ جب کہ امتداد زمانہ یا prolongation of time کے تحت نئی نئی صورتیں سامنے آتی ہیں اور جو

Siddiqui Publications

آتی ہی رہیں گی، وہ لا محدود ہیں۔ لہٰذا اس کے لیے ہمیں نہ صرف قرآن و حدیث میں غور کرنا چاہیے بلکہ صحابہؓ کرام کے عمل پر بھی نظر کرنی ہو گی۔ اگر مسئلہ کے چند پہلو تو یکساں ہوں مگر صورتِحال ہو بہو وہی نہ ہو تو پھر ہمیں قیاس کا حق ہے۔ تاہم قرآن و حدیث کے بنیادی قاعدوں اور ان کے علل کی روشنی میں ہی ہماری جستجو کو ہونا چاہیے۔ امام صاحب کی اس رائے کو سب ہی نے قبول کیا۔ امام شافعیؒ کی کتاب احکام القرآن میں، جن احکام کی پابندی مسلمانوں پر لازم کی گئی ان میں عقائد، عبادات، قانونی و معاشرتی معاملات اور تعزیری پہلو وغیرہ شامل ہیں۔ اس کتاب میں ان کی وضاحت ملتی ہے۔ اسی طرح "اختلاف الحدیث"، حدیث کے موضوع پر امام شافعیؒ کی ایک جامع کتاب ہے۔

امام شافعیؒ کے شاگردوں کی تعداد 160 بتائی جاتی ہے۔ لیکن ربیع ابن سلیمان کا کہنا ہے کہ آپ کے شاگرد سیکڑوں میں تھے اور ان کی صحیح تعداد کو متعین نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم آپ کے شاگردوں میں سے جنہوں نے نام پیدا کیا ان میں، امام حمیدی، امام بخاری، حرملہ بن یحییٰ، سلیمان بن داؤد، ابو ابراہیم، ربیع بن سلیمان، ابویعقوب یوسف بن یحییٰ اور امام احمد بن حنبل جیسے افراد شامل ہیں۔

آپ کی ابتدائی زندگی تنگدستی میں گذری۔ لیکن بعد میں اللہ نے آپ پر اپنا فضل کیا تو دولت کے جیسے خزانے ہی کھل گئے۔ لیکن آپ اپنی اس دولت کو غربا، نادار، یتیموں اور بیوگان میں بے دریغ تقسیم کر دیتے تھے۔ شروع کی تنگی پر جب لوگ آپ سے ہمدردی کیا کرتے تھے تو آپ اُن سے وہ کچھ دہرا دیتے تھے جو آنحضرتؐ نے حضرت ابوذرؓ سے فرمایا تھا۔ آنحضرتؐ کا وہ قول ہے "۔۔۔ دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرو جیسے ایک غریب شخص یا مسافر، اور خود کو یہ سمجھتے رہو کہ ایک روز قبر میں جانا ہے۔۔۔"۔ اور جب دولت آنے کے بعد اوروں پر خرچ کرنے سے متعلق لوگ تنقید کرنے لگے تھے تو امام شافعی فرماتے "۔۔ ہم تو اتباعِ سنت کرتے ہیں ۔ حضرت ابو بکرؓ نے اپنے اہل و عیال کے لیے کیا چھوڑا تھا آپ سب جانتے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ کا جواب بھی سب کو معلوم ہے کہ خدا اور رسول کا نام بس۔۔۔"۔

امام صاحبؒ بے انتہا حق پسند تھے۔ آپ سے اکثر مناظرات اور مباحثات ہوتے رہتے تھے۔ آپ فریق کو جواب بڑی خندہ پیشانی سے دیتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کبھی کسی سے اپنی بڑائی یا اظہارِ افضلیت کی خاطر مباحثہ نہیں کیا۔ بلکہ صرف حق کہنا ہی ہمیشہ میرا مقصود رہا۔

ائمہ فقہ میں امام شافعیؒ اس اعتبار سے ممتاز ہیں کہ آپ نے زبان و قلم دونوں سے کام لیا۔ آپ نے تقریریں بھی کیں اور کتابیں بھی لکھیں۔ آپ نے مناظرے بھی کیے اور فکر و نظر کی دنیا میں انقلاب بھی برپا کیا۔ آپ نے دوسروں کے افکار پر بے جھجک تنقید بھی کی اور نہایت صفائی سے اپنے خیالات اور افکار بھی لوگوں تک پہنچا دیئے۔ امام ابن حنبلؒ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "۔۔شافعی چار چیزوں میں خالص فلسفی تھے۔ ایک تو لغت میں ، دوسرے لوگوں سے اختلاف کرنے میں ، تیسرے معانی یعنی elegant mystical meanings میں، اور چوتھے فقہ میں۔۔"۔

امام شافعیؒ کو امامِ وقت تھے۔ مجتہدِ زمانہ تھے۔ بہت بڑے فقیہ تھے۔ قرآن کے مفسر اور حدیث کے شارح تھے۔ فقہ ٔ اسلامی میں ایک نئے مکتب فکر کے بانی بھی تھے اور اس میں سند کی حیثیت رکھتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود آپ نے اپنے کہے کو کبھی حرفِ آخر نہیں سمجھا۔ آپ برابر غور و فکر کرتے رہتے تھے۔ تحقیق، جستجو اور اجتہاد کے مطابق اپنی تحریروں میں حذف و اضافہ (deletion & additions) کرتے ہی رہتے تھے۔

شافعی مذہب کے پیروکار مصر اور شام میں بہ کثرت رہے۔ ان علاقوں میں جب سے شافعی مذہب کا ظہور ہوا ہمیشہ ان ہی کا غلبہ رہا۔ ان ممالک میں قضا(judge) اور خطابت (speaker) کا عہدہ، شافعی لوگوں کے علاوہ کسی کے سپرد نہ کیا جاتا تھا۔ مذہبِ شافعی نے مصر سے نکل کر عراق میں بھی عروج حاصل کیا اور بغداد میں ان کی اکثریت ہوگئی۔ اس کے بعد یہ ایران ، حجاز اور ہندوستان کے بعض علاقوں میں بھی جا پہنچا۔ سنہ 300 ھ میں شمالی افریقہ اور اندلس میں بھی اس مذہب نے اپنا رسوخ حاصل کیا۔ مصر میں آج تک بھی یہی مذہب رائج ہے۔

امام شافعیؒ کا انتقال ماہ رجب سنہ 204 ھ کو ہوا۔ آپ کے انتقال کے وقت آپ کی عمر 52 سال کی تھی۔ امام مزنیؒ نے آپ کو غسل دیا۔ آپ کی نماز جنازہ، جمعہ کی نماز کے بعد ادا کی گئی۔ جنازہ میں کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔ آپ قاہرہ کے باہر، جبل مقطعم کے پاس والے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ اس قبرستان کا نام قرافۃ الصغریٰ ہے۔ آپ کا مزار مبارک آج تک زیارت گاہِ خلائق ہے۔ اور ایصال ثواب کا سلسلہ جاری ہے۔

Siddiqui Publications